Al-Azhār
ISSN (Print): 2519-6707
Volume 7, Issue 2(July- December, 2021)

Issue:http: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/17
URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/264
Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v7i02.264

Title An Analysis of Religious Contribution of Maulana Mufti Muhammad Naeem

Author (s): Dr. Sajila Kousar, Muhammad Sanaullah, Dr.Shabana Nazar

Received on: 29 July, 2021
Accepted on: 29 November, 2021
Published on: 25 December, 2021

Citation: Dr. Sajila Kousar, Muhammad Sanaullah, Dr.Shabana Nazar “"An Analysis of Religious Contribution of Maulana Mufti Muhammad Naeem

” Al-Azhār: 7 no, 2 (2021):307-326

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

مولانا مفتی محمد نعیم کی دینی خدمات کا علمی جائزہ

An Analysis of Religious Contribution of Maulana Mufti Muhammad Naeem

* ڈاکٹر سجیلہ کوثر

** محمد ثناء اللہ

*** ڈاکٹر شبانہ نذر

Abstract

Maulana Mufti Muhammad Na'eem has been a very renowned religious dignitary of Pakistan. His services are multi dimentational especially his contribution towards religious and Quranic Studies are remarkable. He was author of various books. He was also author of a Tafseer (exegesis) of the Holy Quran titled Rooh-ul-Quran. He has special efforts and arrangements to teach Quran. He was a famous mufti of Pakistan and has issued various fatawa (legal renderings) on multiple topics. He has been serving as a teacher at famous religious center Jamia al-Uloom al-Islamia of Karachi for a long time. Later on, he established his own Madrassah (religious teaching center) Jamia Banoria Town karachi, a renowned religious centre of Pakistan.The following paper is an attempt to highlight Mufti Muhammad Naeem's religious contributions.

Keywords: Mufti, Muhammad, Naeem, karachim, Madrassah

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

** ایم فل اسلامک اسٹڈیز، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

*** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

تعارف و مختصر خاندانی پس منظر:

مولانا مفتی محمد نعیم جامعہ بنوریہ عالمیہ کے مہتمم قاری عبد الحلیم کے بیٹے تھے۔ مولانا مفتی محمد نعیم کا تعلق ایک نو مسلم خاندان سے تھا، جس طرح مولانا احمد علی لاہوری اور مولانا عبید اللہ سندھی کا تعلق سکھ گھرانے سے تھا۔ وہ بھی نو مسلم خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے قبول فرمایا اور آج پوری دنیا میں ان کا فیض کتب اور شاگردوں کی صورت میں عام ہے۔ مفتی محمد نعیم کے والد مرحوم قاری عبد الحلیم بھی ایک نو مسلم باپ کے بیٹے تھے۔[1]

1934ء میں قاری عبد الحلیم کے والد محترم جمشید صاحب نے اسلام کا مطالعہ کیا اور بخوشی اسلام قبول کیا۔ جوں جوں اسلام کا مطالعہ وسیع ہوتا گیا، اسلام کی حقانیت ان پر روشن ہوتی چلی گئی۔ مسلمان ہونے پر اپنا نام عبد اللہ رکھ لیا، اب عبد اللہ صاحب نے اپنے خاندان کو اپنے اسلام لانے کی اطلاع دی اور ساتھ ساتھ ان کو اسلام کی دعوت دیتے رہے، جس پر ان کی والدہ، بہن اور دو بیٹوں نے اسلام قبول کر لیا۔ قاری عبد الحلیم صاحب اپنے والد محترم جمشید جن کا اسلامی نام عبد اللہ تھا، ان کی دعوت پر مسلمان ہو گئے تھے اور ان کا پارسی نام برجور تھا اور اسلام لانے کے وقت ان کی عمر تقریباً چار برس تھی۔

حضرت مفتی محمد نعیم صاحب کے والد محترم کو دینی مزاج سے آشنائی اور آگاہی کے لیے مدرسہ میں داخل کروادیا گیا۔ جہاں سے انہوں نے حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی۔

ہجرت پاکستان:

پاکستان بننے کے بعد ان کا خاندان 1948ء میں ہجرت کر کے پاکستان آ گیا۔ مفتی محمد نعیم کے دادا محترم جمشید صاحب سوڈان میں کسٹم آفیسر کی حیثیت سے ملازمت کرتے تھے، انہیں سوڈان میں اسلام قبول کرنے کی پیشکش ہوئی انہوں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے اسلامی تعلیمات کو خوب پڑھا، خوب مطالعہ کیا، خوب سمجھا اور پھر اسلام قبول

کیا۔ اسلامی نام عبد اللہ رکھا گیا، پھر عبد اللہ صاحب سوڈان سے انڈیا آ گئے اور گھر والوں کو اپنے اسلام قبول کرنے کا بتایا اور ان کو بھی دعوتِ اسلام دی۔ ان کی دعوت پر والدہ، بہن اور دو بیٹوں قاری عبد الحلیم (برجور) اور سہر اب نے اسلام قبول کیا۔ لیکن ان کی خوش دامن کو اعتراض تھا اور خاندان میں بڑی ہونے کی حیثیت سے انہوں نے خاصی مشکلات میں ڈال دیا۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ اسلام قبول نہیں کیا، بلکہ بائیکاٹ کیا۔ اور کہا کہ یہ برجور منحوس ہے، اسی کی وجہ سے ہمارے گھر میں اسلام آیا۔ اس نے کافی اعتراض کیا، احتجاج کیا خاصی مشکلات پیدا کر دیں جو کہ عام طور پر نو مسلموں کو پیش آتی ہیں۔[2]

مشکلات، پریشانی اور کٹھن حالات کے پیشِ نظر عبد اللہ صاحب ہجرت کر کے حیدر آباد دکن چلے گئے۔ کیونکہ بہت لوگوں کا کہنا تھا کہ وہاں کے مسلمان بہت اچھے ہیں، وہاں آپ کو کوئی پریشانی نہیں ہو گی۔ چنانچہ عبد اللہ حیدر آباد دکن کے مسلمانوں کے رویے سے ان کی والدہ بہت خوش ہوئی، والدین نے قاری صاحب کو ڈابھیل کے ایک مدرسہ میں حفظ کے لیے داخل کیا، یہ وہ زمانہ تھا جب اس مدرسہ میں حضرت مولانا انور شاہ کشمیری بھی پڑھایا کرتے تھے، کون جانتا تھا کہ یہ چار سال کا نو مسلم بچہ اسلام لانے کے بعد اسلامی تعلیمات کو پورے عالم میں پھیلانے کا باعث ہو گا۔ حفظ قرآن کریم کی سعادت حاصل کرنے کے بعد قاری عبد الحلیم نے پہلی تراویح ممبئی بنڈھی بازار میں پڑھائی اور ممبئی میں ہی انہوں نے اسکول کی تعلیم حاصل کی۔

قاری عبد الحلیم کے والد محترم جناب عبد اللہ کا ویسے تو چند سال مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ آنا جانا لگا رہا، لیکن آخری عمر میں یہ نیت کر کے کہ میری موت وہیں واقع ہو اور مدینہ منورہ کے قبرستان میں دفنایا جائے، 1943ء سے مستقل مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کر لی، اعزہ اقربا نے بار بار اصرار کیا کہ آپ پاکستان میں کچھ عرصہ کے لیے ہی آ جائیں، لیکن وہ بضد تھے اور کہتے کہ مجھے ڈر ہے کہ میری موت کہیں اور واقع نہ ہو جائے۔[3]

پاکستان بننے کے بعد یہ گھرانہ 1948ء میں ہجرت کر کے پاکستان آ گیا، ہندوستان سے لٹ پٹ کر آنے والے خاندان نے یہاں تیرہ سو گز کا بنگلہ اس زمانہ میں انتالیس ہزار روپے میں خریدا۔ لوگوں نے کہا آپ پیسے دے کر بنگلہ

خرید رہے ہیں، حالانکہ آپ کو ہندوستان سے بدحال کر کے بھیجا گیا ہے، قاری صاحب نے کہا کہ ہمارے لیے جائز نہیں کہ ہم بغیر پیسے دیئے اس بنگلے میں سکونت اختیار کریں۔

پاکستان آنے کے بعد قاری صاحب نے سب سے پہلی تراویح سولجر بازار کے علاقہ میں واقع مسجد قباء میں پڑھائی۔ 1953ء مکی مسجد میں تراویح پڑھانی شروع کی اور مسلسل تیرہ سال تک یہیں تراویح پڑھاتے رہے، اسی وجہ سے ان کا نام قاری عبدالحلیم مکی مسجد والے پڑ گیا۔ اس دوران مکی مسجد مسلسل تراویح میں قاری صاحب کی شخصیت اور مسحور کن آواز میں تلاوتِ قرآن سے متاثر ہو کر اس وقت تبلیغی جماعت کے بزرگ حاجی خدا بخش مرحوم نے اپنی بیٹی صدیقہ کا رشتہ طے کر دیا۔ یوں ایک میواتی فیملی کا رشتہ دہلی پنجاب کے سوداگران سے طے پایا۔ حاجی خدا بخش مرحوم کا تعلق گوجرانوالہ سے تھا اور وہ ایک انتہائی نیک صالح و متقی انسان تھے، ساری زندگی تبلیغی خدمات میں وقف کی۔

قاری صاحب نے اپنے بھائی کے ہمراہ اس بنگلے میں رہائش اختیار کی، لیکن والدین کی خواہش پر گارڈن کے علاقہ میں رہائش اختیار کر لی۔ تبلیغی جماعت کے ایک بزرگ بھائی ابراہیم عبدالجبار نے مزدوروں کے لیے چھوٹے چھوٹے مکان بنوائے تھے۔ ان میں سے ایک مکان قاری صاحب کو کرایہ پر دے دیا گیا وہ اس میں منتقل ہو گئے، مگر انہوں نے اس مکان میں بڑی تکلیفیں برداشت کی، چھوٹا سا مکان تھا، بجلی نہیں تھی، سخت گرمی میں گزارا کرتے تھے۔ رہائش ناموافق ہونے کی بنا پر پرانا گولیمار میں رہائش اختیار کی۔ لیکن یہاں فقط چھ مہینے کا عرصہ گزارا پھر قاری صاحب کی والدہ کی ایک سہیلی نے اسٹار ملز سائٹ کے مالک سے سفارش کر کے قاری صاحب کو اسٹار ملز کالونی کے مدرسہ میں قرآنی خدمات پر مامور کیا۔ اسٹار ملز کی ورکرز کالونی میں سینکڑوں مکانات تھے، جن میں ایک مکان انہیں رہائش کے لیے دیا گیا، جہاں وہ ایک لمبا عرصہ مقیم رہے۔

مولانا مفتی محمد نعیم کے ابتدائی حالات:

مفتی نعیم صاحب رحمہ اللہ کی ولادت باسعادت ماہ اگست سن 1958ء میں شہر کراچی میں ہوئی۔[4] ابتدائی تعلیم اپنے

والد اور دارالعلوم نانک وٹرہ سے پائی۔ اعلیٰ تعلیم جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے حاصل کی۔ 1979ء میں دورہ حدیث مکمل کیا، چونکہ آپ ذہین محنتی تھے، امتحانات میں اعلیٰ پوزیشن سے کامیاب ہوتے تھے۔ اس لیے اساتذہ کے مشورے سے ان کو جامعہ میں استاذ مقرر کیا گیا۔ آپ تقریباً 16 سال جامعہ میں استاذ رہے۔ آپ کا مختصر المعانی اور مقامات کا سبق بڑا مشہور تھا۔ مفتی محمد نعیم جو پہلے سائٹ ایریا میں ایک مسجد کے امام تھے، وہاں انہوں نے پہلے ایک حفظ کا مدرسہ کھولا۔ حضرت مفتی صاحب نے وہاں رات کے وقت درجہ کتب کا آغاز کیا اور یہ مدرسہ چلتے چلتے اعلیٰ درجات تک پہنچا تو آپ نے جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن سے تدریس چھوڑ کر کل وقتی اپنے اسی ادارہ کو وقت دینا شروع کر دیا اور الحمدللہ آج وہاں دورہ حدیث سمیت کئی تخصصات کے درجات اپنا کام کر رہے ہیں۔

مفتی صاحب کے شب وروز:

مفتی صاحب کی گوناگوں مصروفیات جن میں سے جامعہ کا انتظام واہتمام اور اس میں موجود تمام شعبوں کی نگرانی اور اس کے ساتھ ساتھ درس وتدریس مساجد کے مسائل، دارالافتاء کے مسائل، کو لوگوں کے مسائل کا حل کرنا اور رفاہی امور میں دلچسپی آپ صبح وشام ان سرگرمیوں میں مصروف رہتے تھے۔

مفتی محمد نعیم کی نصیحتیں:

مفتی محمد نعیم کے صاحبزادے فرحان نعیم کے بقول مفتی صاحب ہمیشہ مجھے یہ نصیحت کرتے تھے بیٹا ہمیشہ تحمل مزاجی سے فیصلہ کیا کرو، وہ ہمیشہ مجھے یہ بات سمجھاتے تھے کہ کسی معاملے کے اندر جذباتیت اور نفسانیت سے کام نہ لو بلکہ پہلے اس کو سنو، اپنے جذبات کو کنٹرول کر کے اور بہت اچھے انداز میں، اس کے بعد معاملات کو سلجھایا کرو۔ میری 2005ء کے آخر کی فراغت ہے، اس کے بعد تبلیغ میں میرا ایک سال لگا۔ یہ میری ذاتی خواہش بھی تھی اور دادا جان اور مفتی محمد نعیم کی آرزو بھی تھی۔ اس کے بعد 08- 2007ء میں بھی مجھے شعبہ بیرون کی ذمہ داریاں سونپ دی تھیں۔ فرماتے بیٹا تحمل مزاجی سے بات کرو اور تحمل مزاجی سے فیصلہ کرو۔ اس کے ساتھ ساتھ مفتی محمد نعیم یہ فرمایا

کرتے تھے کہ ہمیشہ دوسروں کے لیے جیو۔ اپنے لیے تو ہر کوئی جیتا ہے، لیکن دوسروں کے لیے جینا سیکھو۔ ان کے کام کرو۔ اس کے ساتھ ایک پیغام یہ بھی ہے:

وَ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ[5]

اور وہ (پانی) جو لوگوں کو فائدہ دیتا ہے وہ زمین میں باقی رہتا ہے۔

ہمیشہ لوگوں کے کام آئیں ان کے دکھ درد میں شامل ہو۔ ان کے مسائل کو حل کریں گے تو یقین جانیے اللہ تعالیٰ کو یہ عمل بہت پسند ہے، اس عمل کی برکت سے آپ کے جنازے گواہی دیں گے کہ آپ اس دنیا میں عملی طور پر کر کے دکھایا بھی کہ وہ کس طرح کام کرتے تھے، تیسرے نمبر پر مفتی صاحب ہمیشہ یہ کہتے تھے کہ بیٹا خاندان والوں کو جوڑ کر چلو اور تمہیں ہی اپنے بہن بھائیوں سب کو لے کر چلنا ہے اور اسی طرح مدرسے کی ذمہ داری اگر تم پر آتی ہے تو پیار محبت سے سب کو لے کر باہمی اتحاد و اتفاق سے چلنا ہے۔[6]

مفتی محمد نعیم صاحب کے چند محاسن اخلاق:

حضرت مفتی صاحب کی چند ایسی خوبیوں کا تذکرہ ضروری ہے، جو ہماری دانست میں ان کی تمام علمی خوبیوں پر بھاری ہیں اور اس میں اہلِ علم کے لیے ایک پیغام بھی ہے۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ تحقیقی ذہن رکھنے والے اور گہرے مطالعے کے شوقین ہوتے ہیں، وہ مسائلِ شرعیہ میں اپنا کوئی نہ کوئی تفرد ضرور اختیار کر لیتے ہیں۔ اور وہ ان کے معتقدین اسے نہ صرف ان کی جلالت علمی کی دلیل سمجھتے ہیں، بلکہ سب سے زیادہ زور بھی اسی تفرد پر صرف کرتے ہیں، یہ سلسلہ ہمیں فقہا کے زمانے سے اب تک تسلسل سے نظر آتا ہے۔

مفتی محمد نعیم چونکہ میڈیا کے حاضر باش لوگوں میں سے تھے، ی آپ اکثر پروگراموں میں بلائے جاتے تھے، ہر طرح کے سوالات کا سامنا کرتے اور ہر طرح کے لوگوں کے ساتھ بیٹھتے تھے، اسی لیے اگر کسی موقع پر انہوں نے جمہور سے ہٹ کر کوئی بات کی بھی، یا کسی سوال کا جواب دیا بھی تو یہ محض دفع الوقتی کے لیے تھا، میڈیا کا سامنا کرنے

والے لوگ ہی جان سکتے ہیں کہ ان کی اس وقت کی سیاسی گفتگو کے دوران کیا کچھ کرنا پڑ جاتا ہے۔

سیاست سے جن حضرات کو دلچسپی ہے، وہ بھی ان مجبوریوں کا ادراک کر سکتے ہیں۔ جن لوگوں کو دو چار کتابیں پڑھ یا رٹ لینے کے بعد علمی حیضہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے بڑوں کی تغلیط کے درپے ہونے اور جمہور کے خلاف راہیں اپنانے لگتے ہیں۔ انہیں کے لیے مفتی صاحب کی درج بالا خوبی میں یہ پیغام پوشیدہ ہے کہ تم چاہے جیسے جتنے بڑے محقق بن جاو اپنے بڑوں کا دامن تھامے رکھو ورنہ شیطان اور نفس تمہیں جادہ حق اور صراط مستقیم سے دور گمراہی اور خود رائی کے عمیق گھڑوں میں گرا دیں گے۔ بقول شاعر:

اپنے مرکز سے اگر دور نکل جاؤ گے خاک ہو جاؤ گے افسانوں میں کھو جاؤ گے[7]

مفتی صاحب کی ایک اور خوبی یہ بھی تھی کہ وہ اپنے جامعہ کے طلبہ اساتذہ اور عملے کو اس بات پر مجبور نہیں کرتے تھے کہ وہ بھی مفتی صاحب کے مؤقف کی تائید کریں۔ ان کی سیاسی رائے جو بھی ہوتی ہیں، اور ان کا جھکاؤ جس جماعت کی طرف بھی ہوتا اس سلسلے میں مدرسے میں کسی قسم کا پرچار اور ذہن سازی نہیں کرتے تھے۔ جس طرح انہوں نے اس بات کی مخالفت کی کہ مدارس کے طلبا کو سیاسی اکھاڑے میں اتار کر مد مقابل پر اپنی عددی برتری کا رعب قائم کرنے کے لیے استعمال نہ کیا جائے، اسی طرح انہوں نے خود بھی عمل کر کے دکھایا۔

ان کا واضح مؤقف تھا کہ یہ طلبا و طالبات ان کے سرپرستوں کی ہمارے پاس امانت ہیں اور انہوں نے ان کو صرف اس غرض سے ہمارے سپرد کیا ہے کہ ہم انہیں علوم دینیہ سے آراستہ کریں۔ انہیں کسی دوسرے مقصد میں استعمال کرنا ان کے سرپرستوں کے ساتھ خیانت ہے، جس کا ہم سے روزِ محشر سوال ہو گا۔

شیخ الحدیث مفتی محمد نعیم کا کمال یہ تھا کہ کہنہ مشق مفسر، کامیاب مدرس، وسیع المطالعہ عالم، جمہور کے خلاف رائے قائم نہیں کی۔ کبھی بھی اپنی کسی تحقیق کو اپنے اکابری تحقیق کے مقابلے میں پیش نہیں کیا۔ ان کا ہمیشہ وہی مسلک و مشرب رہا جو ان کے اساتذہ کا تھا۔[8]

مفتی محمد نعیم نے اپنے آپ کو علومِ اسلامیہ اور دینی خدمات کے لیے وقف کیے ہوئے تھا۔ اب ہم ان کی دینی خدمات کو عمومی اور تفسیری خدمات کو خصوصی طور پر ذکر کریں گے۔ ان کی تفسیری خدمات مندرجہ ذیل ہیں:

شعبہ تخصص فی التفسیر کا قیام:

تفسیر کا کام ایک بہت بڑا کام ہے، ہمارے اکابر نے اپنی زندگی کا تقریباً آخری کام تفسیر لکھنے کا کیا ہے، مفتی صاحب کا انتخاب انوکھا تھا، کیونکہ انہوں نے تفسیر روح القرآن لکھنے کے لیے جن علما کا انتخاب کیا تھا، ان میں نگران حضرات کے علاوہ سب نوجوان تھے، اس سلسلے کا آغاز ایک تخصص اور ایک درس نظامی کے فاضل سے ہوا تھا، جو ابھی تعلیم مکمل کر کے عملی میدان میں قدم رکھ رہے تھے، پھر ٹیم میں جتنے علما آتے رہے سب نوجوان تھے۔ اکثر یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ جوں ہی کوئی نوجوان اس عظیم کام کا حصہ بنتا اس پر طاغوتی قوتوں کے حملے شروع ہو جاتے جن سے کبھی تو براہ راست وہ خود اور کبھی اس کا اہلِ خانہ متاثر ہوتے۔ دونوں صورتوں میں اس سلسلے میں تسلسل کو برقرار رکھنا مشکل ہو جاتا، یوں کوئی چھ ماہ بعد تو کوئی سال دو سال بعد مزید خدمات جاری رکھنے سے معذور ہو جاتا۔ آنے جانے کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ بڑی کوششوں سے 09- 2008ء میں جامعہ کے فضلاء پر مشتمل ایک ٹیم تشکیل دی، جس نے کافی کام آگے بڑھایا ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کیا، مگر بالآخر 2015ء میں یہ ٹیم بھی ٹوٹ گئی۔

مفتی صاحب سخت رنجیدہ خاطر ہوئے جانے والے احباب سے۔ ان سے رابطے بھی کیے لیکن جانے والے کب لوٹتے ہیں۔ 2016ء میں اس صورت حال میں پھر نئی ٹیم بنانے کی کوشش کی گئی۔ یہ ٹیم بھی 2017ء میں ٹوٹ گئی اس نازک صورت حال میں مفتی صاحب سمیت سب کی فکر مندی یقینی اور بدیہی بات تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ فضلا میں محنت و مطالعہ کے ذوق کی کمی اور تساہل پسندی کی وجہ سے یہ بھی ڈر تھا کہ نئی ٹیم بن گئی تو مشکل سے ایک دو سال چل پائے گی۔ پھر دوبارہ نئی ٹیم کی شیرازہ بندی یا نئی ٹیم کی تشکیل کا مرحلہ درپیش ہو گا، چنانچہ مفتی صاحب سمیت منتظمین شعبہ اس مسئلہ کا مستقل حل اور دیرپا علاج تلاش کیا جائے۔ بالآخر یہی فیصلہ ہوا کہ فضلا کو خود تربیت دے کر انہی میں سے ٹیم کا انتخاب کریں اس مقصد کے لیے تخصص فی التفسیر کا قیام عمل میں لایا گیا۔

جامعہ کے تمام سینئر اساتذہ سے رابطے کیے گئے کہ وہ اس شعبہ کی نگرانی کریں، نصاب بنائیں اور دیگر معاملات حل کریں۔ مگر اپنی تدریسی مصروفیات کی وجہ سے کوئی شخصیت تیار نہ تھی۔ پھر ان عزت مآب اساتذہ کا کہنا تھا کہ تمام نظم خود شعبہ تصنیف والے اور تحقیق والے دیکھیں، شعبہ کے نگران کی مصروفیات وعوارض کی وجہ سے بوجھ ان پر نہیں ڈالا جاسکتا تھا، بالآخر یہ ذمے داری راقم (نعمان نعیم) کے سپرد کی گئی۔

منتظم جامعہ مولانا غلام رسول صاحب کے تعاون سے اور ماہرین فن کی مشاورت سے نصاب تیار کیا۔ اساتذہ کرام کا انتخاب بھی مشفق استاذ ناظم تعلیمات حضرت مولانا عبدالحمید غوری کے مخلصانہ تعاون سے بآسانی مکمل ہوا۔ تفسیر و اصول تفسیر میں ادراک رکھنے والے محقق علما حضرات مولانا عزیز الرحمٰن عظیمی اور حضرت مولانا محمد یونس المنتصر سمیت باصلاحیت اساتذہ میسر آئے۔ جامعہ حیدریہ کے متخصص مفتی عبدالرزاق کشمیری کی خدمات حاصل ہوئیں، مختلف علوم کے ماہرین بالخصوص علم میراث و تفسیر کے امام تلمیذ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ و صوفی عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ حضرت مولانا محمد سیف الرحمٰن قاسم علامہ علی شیر حیدری کے تلمیذ خاص خالد محمود آف ٹیکسلا، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحئ مطمئن اور عیسائیت پر کتب کے مفسر جناب خالد محمود نے لیکچرز کے لیے حامی بھری۔ یوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 2017ء میں شعبہ تصنیف و تحقیق میں تخصص فی التفسیر کی کلاسز کا آغاز ہوا۔

مفتی صاحب اس پر بہت زیادہ مسرور تھے کیونکہ انہیں امید تھی کہ تفسیر کے کام کے لیے تازہ دم فضلا پر مشتمل ٹیم تیار ہو جائے گی۔ سال کے اختتام پر شعبے کی الوداعی تقریب میں مفتی صاحب نے نہ صرف بنفس نفیس شرکت کی بلکہ خطاب بھی فرمایا، الحمدللہ اس وقت اسی پہلے سیشن کے تین فضلا تفسیر کے کام میں ہمارے ساتھ شریک ہیں۔ تخصص کی کلاس کا تسلسل اور رجال کی تیاری کا عمل بھی جاری ہے۔ ہمارے ایک فاضل ڈیرہ غازی خان میں قرآنی خدمات انجام دے رہے ہیں جب کہ کئی فضلا جامعہ ہی مختلف شعبوں سے وابستہ ہیں۔[9]

دارالتصنیف کا تقرر:

جامعہ میں شعبہ تصنیف کی تعمیر 2004ء میں مکمل ہوئی۔ تفسیر اور اخبار کے علاوہ جب تک جامعہ میں میڈیا سیل کا

اباقاعدہ قیام عمل میں نہیں آیا تھا۔ مفتی صاحب کے ٹاک شوز کے لیے بیانات کے مواد کی تیاری بھی دارالتصنیف سے متعلق رہی۔ مفتی صاحب کا حافظہ بہت تیز تھا، انہیں برسوں قبل پڑھی ہوئی بات بھی یاد رہتی تھی صرف کتب کی مراجعت کے ذریعے اس کی توثیق کرتے۔[10]

محافل حسن قرات و تفسیر روح القرآن:

حضرت مفتی صاحب کے قرآن کریم سے ذوق وشوق کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنی نگرانی میں شہر کے مختلف علاقوں میں محفل حسن قرات کے بڑے بڑے اجتماعات کرواتے تھے۔ عام اور جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے قلوب میں قرآنی تعلیمات اور روح قرآن کو اجاگر کرنے کے لیے بے شمار مصروفیات کو دیکھ کر انہوں نے جامعہ میں اپنی تصنیف و تحقیق کا ایک شعبہ قائم کیا۔ جس میں جامعہ کے مایہ ناز اساتذہ اور ماہرین فضلا کی ایک جماعت کا انتخاب کر کے ان حضرات کو مطلوبہ اہداف و مقاصد کے مطابق تفسیر لکھنے پر مامور فرمایا جو تفسیر روح القرآن کے نام سے موسوم ہوا۔ 2005ء میں اس تفسیر کی تالیف کا کام شروع ہوا۔ اب تک آٹھ جلدیں چھپ کر منظر عام پر بھی آچکی ہیں۔ جب کہ 13 سپارے کا کام بھی مکمل ہو چکا ہے۔ آٹھویں جلد جو سولہویں پارے کے نصف اخیر سے مکمل سترہویں سپارے پر مشتمل ہے، وہ پریس میں ہے، جب کہ نویں جلد جو اٹھارہویں سپارے سے لے کر انیسویں سپارے کے ربع ہے یعنی مکمل سورہ فرقان پر مشتمل ہے، وہ کمپوزنگ اور ڈیزائننگ کے مراحل میں ہے۔ سورہ یاسین کی تفسیر مستقل کتابی شکل میں بھی آچکی ہے۔

تصنیفی خدمات:

مفتی محمد نعیم نہ صرف ایک عظیم استاد تھے بلکہ ایک ماہر اور بہترین مفسر بھی تھے۔ انہوں نے کئی کتابیں لکھیں جو دینی تعلیم حاصل کرنے والے طالب علموں کے لیے مشعل راہ ہیں۔ ان تصانیف کو ملک بھر کے علاوہ بیرون ملک بھی خاصی اہمیت حاصل ہے۔ جب اہتمام کی مصروفیات اور امراض کی وجہ سے خود لکھنا مشکل ہو گیا تو اپنی نگرانی میں تالیفی و تصنیفی کاموں کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس عرصے میں ان کی نگرانی میں لکھی جانے والی کتابوں کی تعداد

درجنوں میں جب کہ اصلاحی کالموں، مضامین اور مقالات کی تعداد ہزروں میں ہے۔ یہ تمام کام ان کی نگرانی میں جامعہ بنوریہ عالمیہ کے شعبہ تصنیف و تحقیق سے کیے گئے ہیں۔ ان کاموں میں ایک گراں قدر کام تفسیر روح القرآن بھی شامل ہے۔ تفسیر روح القرآن پر کام جاری ہے۔ اس کے علاوہ اس شعبے سے درج ذیل کتابیں شائع ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں۔

1) مسئلہ رویتِ ہلال
2) زلزلہ
3) نماز (سوالاوجوابا)
4) محمد الرسول ﷺ
5) میرے نبی ﷺ
6) سو سے زائد کتابچے
7) اوقات نماز کا دائمی نقشہ
8) مقامات حریری کی شرح المواہب النعیمہ
9) ادیان باطلہ اور صراط مستقیم

علاوہ ازیں مفتی محمد نعیم کے درسی افادات پر مشتمل مقامات حریری کی شرح المواہب النعیمہ کے نام سے ان کے شاگرد مولانا غلام رسول (ایڈمنسٹریٹر) جامعہ بنوریہ عالمیہ نے مرتب کر کے شائع کی ہے۔ شرح جامی کے دروس کو کتابی شکل دینے کا کام ان کے ایک شاگرد مولانا ارشد (ناظم جامعہ عثمانیہ احیاء العلوم سعید آباد کراچی) کر رہے تھے، یہ کام ان کے اچانک انتقال کی وجہ سے پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔

مفتی محمد نعیم کی ایما پر کئی کتب لکھی گئی، جن میں سے ایک کتاب ادیان باطلہ اور صراط مستقیم کو فرق جدیدہ کے انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ کتاب کئی مدارس میں نصابی کتاب کے طور پر پڑھائی جاتی ہے۔ اسے بیت

الاشاعت کراچی نے شائع کیا ہے۔[11]

صحافتی خدمات:

مفتی محمد نعیم ایک دینی رسالہ البنوریہ اور مدارس دینیہ کے ترجمان اخبار المدارس کے ایڈیٹر ان چیف تھے۔ پرنٹ الیکٹرانک میڈیا کے محاذ پر متحرک اور بیدار مغز شخصیات میں شمار کیے جاتے تھے۔ ان کے انٹرویوز، ٹاک شوز، اخباری بیانات کی وجہ سے عوام میں ان کی خاص شناخت تھی۔ اس کے لیے انہوں نے اپنے جامعہ میں باقاعدہ میڈیا سیل، چینل اور آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ قائم کر رکھا تھا۔ مفتی نعیم کا اصلاحی کالم ہر جمعہ کو روزنامہ جنگ میں ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ اہم مواقع کی خصوصی اشاعتوں میں بھی ان کے مضامین شائع ہوتے رہے۔ مفتی محمد نعیم کی نگرانی میں متعدد اکابر و بزرگوں کی سوانح حیات پر مشتمل کتابیں شائع ہوئیں۔ ان شخصیات کے نام درج ذیل ہیں:

1) حضرت جی مولانا انعام الحسن کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ
2) حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ
3) حضرت مولانا مفتی زین العابدین رحمہ اللہ تعالیٰ
4) حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی محمد حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

میڈیا کے محاذ خدمت:

یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جس قدر میڈیا والے مولانا مفتی محمد نعیم کی رائے تقریباً ہر موضوع پر لیتے تھے، اتنی کسی اور عالم سے نہیں لیتے تھے ہر روز کسی نہ کسی میڈیا والے دن میں دو تین دفعہ مفتی صاحب سے رائے لینے آ ہی جاتے تھے۔ مفتی صاحب کا بھی موضوع پر بے لاگ تبصرہ ہوتا اور کبھی مداہنت کو روا نہ رکھتے تھے۔ آپ ملت و ملکی مسائل پر خوب دلچسپی رکھتے تھے وقتاً فوقتاً پرنٹ میڈیا سوشل میڈیا پر اپنے اہم مضامین دین اسلام کے خلاف اٹھنے والی باتوں پر خوب ڈٹ کر بیان جاری کرواتے تھے۔ میڈیا میں مدارس کا مثبت کردار اجاگر کرنے میں مفتی نعیم رحمہ اللہ کا اہم کردار ہے۔ جب اہل مدارس میڈیا سے اپنے آپ کو اور جامعہ کو دور رکھا کرتے تھے۔ مفتی

صاحب وہ واحد شخصیت تھے جنہوں نے میڈیا کو دعوت عام دی اور مدارس کے طرز سے روشناس کروایا۔ عالمی میڈیا کی غلط فہمیوں کو دور کیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ غیر ملکی صحافی مدارس اور اہل مدارس کے طرز زندگی سے متاثر ہو کر کافی تعداد میں حلقہ اسلام میں داخل ہوئے اور مفتی نعیم ہی تھے، جنہوں نے ان کا خیر مقدم کیا اور ان پر دستِ شفقت رکھا۔

تدریسی خدمات:

مفتی صاحب نے جامعہ بنوریہ عالمیہ میں ہر کتاب اور ہر فن پڑھایا ہے۔ بعد میں اہتمام کی مصروفیات اور دیگر مشاغل کی وجہ سے صرف بخاری شریف جلد ثانی کا منتخب حصہ اپنے زیر تدریس رکھا۔ جس میں کتاب المغازی، کتاب النکاح اور کتاب التفسیر شامل تھیں۔ وہ ہمیشہ کتاب پر حاوی رہتے تھے۔ مشکل سے مشکل بحث بھی گویا حلوہ بنا کر پیش کر دیتے تھے۔ علمی و تفسیری موشگافیوں سے زیادہ وہ تربیت و ذہن سازی پر توجہ دیتے تھے۔ اپنے واقعات ومشاہدات کے ذریعے نہ صرف درس کو دلچسپ بنانے بلکہ درس کا اصل پیغام بھی دل ودماغ میں بھی اتار دیتے تھے۔ طلبا کے سوالات بالخصوص پرچیوں کے برجستہ مگر دل چسپ جوابات دیتے تھے، خود بھی باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے اور طلبا کے لیے بھی بے جا سنجیدگی کو ناپسند کرتے تھے۔

دینی اور سماجی خدمات:

مفتی صاحب مرحوم کی گراں قدر دینی وسماجی خدمات لائق تحسین اور قابلِ تقلید ہیں۔ وہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ اور عاملہ کے انتہائی فعال رکن تھے۔ عقیدہ ختم نبوت، ناموس رسالت اور ناموسِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر ان کی جرات مندانہ خدمات تاریخ کا حصہ ہیں۔ اسلام قبول کرنے والے نو مسلم خواتین ومرد حضرات کی مالی اور تعلیمی کفالت مرحوم کی زندگی کا روشن باب ہے۔ جہاں بہت لوگ نظر آتے ہیں فرقہ واریت کے خاتمے اور قومی یکجہتی کے لیے ان کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے، انہوں نے درس وتدریس،

تصنیف و تالیف، امامت و خطابت اور لوگوں کی شرعی رہنمائی جیسے اہم دینی و قومی فرائض نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیئے ہیں۔

جامعہ بنوریہ عالمیہ میں غیر ملکی طلبا و طالبات کے لیے ہر سہولت کے ساتھ ساتھ تعلیم و تعلم کے مواقع مہیا کرنا مفتی صاحب مرحوم کا وہ روشن باب اور مشن تھا، جس میں ہر وقت مگن رہتے تھے، اس کے علاوہ یومیہ قرآن کریم کے دس دس پارے تلاوت کرنا اور جامعہ کے انتظامی امور کو احسن طریقے سے انجام دینا آپ ہی کا خاصہ ہے۔[12]

تفسیر روح القرآن کا تعارف:

تفسیر روح القرآن شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد نعیم رحمہ اللہ کی زیر نگرانی لکھی گئی ایک نایاب تفسیر ہے۔ مفتی محمد نعیم تصنیفی و تالیفی خدمات کے حوالے سے بھی مصروف ہیں، جب اہتمام کی مصروفیات اور امراض کی وجہ سے خود لکھنا مشکل ہو گیا تو اپنی نگرانی میں تالیفی و تصنیفی کاموں کا سلسلہ جاری رکھا، اس عرصے میں ان کی نگرانی میں لکھی جانے والی کتابوں کی تعداد درجنوں میں، جب کہ اصلاحی کالموں، مضامین اور مقالات کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

یہ تمام کام ان کی نگرانی میں جامعہ بنوریہ عالمیہ کے شعبہ تصنیف و تحقیق سے کیے گئے۔ ان کاموں میں سے ایک گراں قدر کام تفسیر روح القرآن بھی شامل ہے، جس کی اب تک سات جلدیں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں، جو سولہ سپاروں کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ تفسیر روح القرآن کا جلد اول کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن بھی منظر عام پر آچکا ہے، تفسیر پر کام جاری ہے، یہ کام مولانا غلام رسول کی سرپرستی میں ریسرچ سکالرز کی ایک ٹیم کر رہی ہے، جن کے نام درج ذیل ہیں:

1) حضرت مولانا غلام رسول (سرپرست ریسرچ ٹیم)
2) حضرت مولانا یوسف بنوری (شاگرد)
3) حضرت مولانا حافظ محمد صادق (نگران شعبہ تخصص فی التفسیر جامعہ بنوریہ عالمیہ کراچی)

4) حضرت مولانا ڈاکٹر محمد جہان یعقوب

5) حضرت مولانا امان اللہ شاذلی نقشبندی

6) حضرت مولانا داؤد خان

7) حضرت مولانا صفدر شاہ

8) حضرت مولانا محمد عدنان

تفسیر روح القرآن کی علمی خصوصیات:

مفسر نے اپنی تفسیر میں قرآن وحدیث اور اقوال صحابہ کی روشنی میں قرآن کریم کی تفسیر کی ہے، موضوع اور من گھڑت روایات سے اجتناب کیا ہے، اسی طرح آپ نے اپنی رائے قیاس سے بھی اس تفسیر کو دور رکھا ہے، تاکہ خالص کتاب وسنت کی دعوت امت مسلمہ تک پہنچائی جائے۔ بنیادی طور پر تفسیر چند خصوصیات پر مشتمل ہے۔ جن میں یہ شامل ہے کہ چونکہ مفسر کے پیش نظر یہ تھا کہ عوام جو علمی اصلاحات سے واقف اور دقیق مضامین کے متحمل نہیں ہیں، وہ بھی قرآن کریم کو اپنے حوصلے کے مطابق سمجھ سکیں، اس لیئے تفسیر کو لکھتے ہوئے اس کی پوری رعایت کی گئی ہے کہ نئی اصلاحات اور دقیق اور غیر معروف ومشکل الفاظ سے گریز کیا جائے۔ تفسیر میں سلف صالحین کی تفسیروں پر اعتماد کیا گیا ہے اور بے سند باتوں سے احتراز کیا گیا ہے۔ چنانچہ جگہ جگہ صحابہ وتابعین کے تفسیری اقوال اور متقدمین کی تفسیری کتب سے استفادہ کرکے ان کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ لطائف ومعارف کے ضمن میں متاخرین میں مستند مفسرین کے مضامین بھی لیے گئے ہیں۔

ان مضامین میں خصوصاً ایسے مضامین شامل ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت کو بڑھاتے ہیں۔ ان کی وجہ اعمال صالحہ انجام دینے کی تحریک ہوتی ہے۔ متن قرآن کے ترجمہ میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے ترجموں پر اعتماد کیا گیا ہے۔ ترجمہ کے مکمل تفسیر وتشریح سے پہلے خلاصہ تفسیر لکھ دیا گیا ہے، جو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تفسیر بیان القرآن سے ماخوذ ہے،

اسے آیات پر مختصر فٹ کیا جاسکتا ہے۔ کہ اگر کوئی مشغول آدمی اتنا دیکھ لے تو فہم قرآن کے لیے ایک حد تک کافی ہو جائے۔ آخر میں آیات مندرجہ سے متعلق احکام و مسائل لکھے گئے ہیں، اس میں اس چیز کا التزام کیا ہے کہ صرف وہ احکام و مسائل لیے جائیں جو کسی نہ کسی طرح الفاظ قرآن کے تحت آتے ہو۔

احکام و مسائل کا بڑا حصہ تفسیر قرطبی، احکام القرآن للجصاص، احکام القرآن لابن العربی، تفسیرات احمدیہ، تفسیر محیط، روح المعانی، روح البیان اور بیان القرآن وغیرہ سے لیا گیا ہے۔ قرآن وحدیث اور مجتہدین کرام کے اصول کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور جس طرح مسائل واحکام میں متقدمین نے اپنے اپنے شعبہ کے فرقوں اور اس زمانہ کے مسائل کو اہمیت دی ہے، فاضل مفسر نے اس کو بھی ملحوظ خاطر رکھا ہے۔

حضرت مفتی صاحب نے چند ایک علمائے کرام پر مشتمل ایک جماعت کا انتخاب کیا انہیں بنیادی اصول دے کر اپنی نگرانی میں دارالتصنیف کا شعبہ قائم کیا، اس شعبہ میں سب سے پہلے قرآن مجید کی تفسیر پر کام کیا گیا۔ مفتی صاحب نے اپنی تفسیر میں چند ایک اصول اور طریقہ تصنیف کو اپنایا ہے۔ جس کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

1) قرآن کریم کی کسی آیات کی کوئی تفسیر و تشریح و توجیہ ایسی نہ ہو جائے، جو قرآنی الفاظ کی روح کے منافی ہو۔
2) قرآن مجید کی تفسیر مستند علمائے حق کی تفاسیر سے اخذ کی جائے۔
3) قرآن مجید کی تفسیر میں ذاتی رائے سے اجتناب کیا جائے، اگر کہیں ذاتی رائے کا اظہار بھی کرنا پڑے تو اس کو ہی حق سمجھ کر اس پر اصرار نہ ہو۔
4) کسی دانشور کی کوئی رائے اسلامی اصولوں کے خلاف ہو تو اس کا نام اور اس کی رائے کو ذکر کیے بغیر مثبت انداز میں حق کو واضح کیا جائے۔
5) تفسیر میں بے جا طوالت بھی نہ ہو اور مبہم اختصار بھی نہ ہو۔
6) تفسیر کی زبان عام فہم سادہ اور دور جدید کے تعلیمی معیار کے عین مطابق ہو۔

7) دور حاضر میں پیدا ہونے والے مسائل جدیدہ کماحقہ ادراک حاصل کر کے عام آدمی کی ضرورت اور اس کے ذہن کے مطابق ان کا حل پیش کیا جائے۔

8) فقہاء کے اختلاف کے پیش نظر ضرورت ہو تو دیگر ائمہ کے مسالک ذکر کیے جائیں، ورنہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک پر اکتفاء کرتے ہوئے بین القوسین احناف کے نزدیک ضرور تحریر کیا جائے۔

9) جن جن کتب سے استفادہ کر کے تحریر بنائی اس تحریر کے آخر میں ان کتب کا حوالہ صفحہ نمبر کے ساتھ درج کیا جائے۔

10) تفسیر ایسی ہو عوام کی علمی ضرورت کو حتی الامکان پورا کرتی ہو۔ عوام میں عمل کا شوق پیدا کرنے کا ذریعہ بنے۔

11) تفسیر کی زبان علمی کے بجائے تبلیغی اور ترغیبی ہے تاکہ عوام کی علوم قرآن میں دلچسپی بڑھے اور وہ عمل پر آمادہ ہوں

12) سوال وجواب کے انداز میں آیات پر وارد اعتراضات کا جواب اور فقہی مسائل کا حل ہو۔

جامعہ بنوریہ عالمیہ کا قیام:

حضرت مفتی صاحب نے 1981ء میں محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی طرف سے کی گئی تلقین پر اسٹار کالونی میں مفتی احمد الرحمٰن کی زیرِ نگرانی حفظ وناظرہ کے ابتدائی مدرسے کا آغاز کیا۔ کچھ عرصہ میں یہی مدرسہ ترقی کر گیا۔ اس میں درجہ کتب تک کتابیں پڑھائی جانے لگیں۔ جگہ کی قلت کے پیش نظر سائٹ تھانہ کے ساتھ ایک جگہ مدرسے کے لیے حاصل کی ہے اور اس ابتدائی مدرسہ کو چھوٹی سی جگہ بڑی جگہ میں منتقل کر دیا گیا اور چند سالوں میں یہی مدرسہ نے جامعہ کی شکل اختیار کر لی اور کراچی کی جامعات میں شمار کیا جانے لگا۔ بالآخر جامعہ بنوریہ عالمیہ کے نام سے موسوم ہوا۔

1990ء تک جامعہ کے طلبا دورہ حدیث کی تعلیم کے لیے اپنے مہتمم اور اساتذہ کے مادر علمی جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں جاتے تھے۔ 1990ء میں بزرگوں کے مشورے اور طلبا کے اصرار کی بنیاد پر دورہ حدیث کا باقاعدہ آغاز ہوا، جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

وفات:

خلق خدا کی رشد وہدایت کے لیے تصنیف وتالیف، امامت وخطابت، عوام الناس کے مسائل کے حل کے لیے جرگہ، دینی مدارس کی خدمت اور مختلف شرور سے ان کی حفاظت، روزانہ دس دس پاروں کی منزل، میڈیا میں دینی حلقوں کی توانا نمائندگی، اتحاد امت کے لیے مختلف ممالک اور قومیتوں کے بچوں کو ایک جگہ ایک امت کے طور پر تعلیم دینا اور ایسی ہی دیگر بہت ساری خدمات کے ذریعے آپ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ کی راہ میں لگا دیا۔

20 جون 2020ء کو مغرب کی نماز کی ادائیگی کے بعد طبعیت خراب ہوئی۔ ہسپتال لے جاتے ہوئے راستے میں دل کا دورہ پڑا اور انتقال کر گئے۔ ان کے جنازے میں لاکھوں افراد نے شرکت کی۔ اگلے دن 21 جون 2020ء بعد نماز عصر جامعہ بنوریہ عالمیہ کے قریب آپ کی نماز جنازہ ہوئی جس میں کثیر تعداد میں علما وطلبا مشائخ واہلیانِ شہر نے شرکت کی۔ جنازہ شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی نے پڑھائی۔[13]

آپ نے پسماندگان میں تین بیٹے، دو بیٹیاں، ایک بیوہ، پانچ بھائی، تین بہنیں سوگوار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کے حسنات کو قبول فرمائے ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں اور مفتی صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں۔[14]

خلاصہ بحث:

مفتی محمد نعیم رحمہ اللہ نہ صرف ایک عظیم استاذ تھے بلکہ ایک ماہر مصنف، مفکر اور بہترین مفسر بھی تھے۔ انہوں نے کئی کتابیں لکھیں جو دینی تعلیم حاصل کرنے والے طالبعلموں کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ ان کی

تصانیف کو ملک بھر کے علاوہ بیرون ملک بھی خاصی اہمیت حاصل ہے۔ مفتی صاحب کی زندگی کا غالب ترین پہلو تدریس تھا لہذا تدریس میں انہوں نے قرآن وحدیث کی تدریس کے لیے حتی الامکان کاوشیں کیں اور منہج میں جدت متعارف کروانے کی کوشش کی۔ تفسیر روح القرآن مفتی صاحب کی قرآن فہمی اور جدید منہج تفسیر کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ ایک دینی رسالے البنوریہ اور مدارس دینیہ کے ترجمان اخبار المدارس کے ایڈیٹر ان چیف تھے نیز آپ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے محاذ پر متحرک اور بیدار مغز شخصیت شمار ہوتے تھے۔ آپ نے اپنے جامعہ میں باقاعدہ میڈیا سیل، چینل اور آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ قائم کر رکھا تھا جو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری ضروریات اور تقاضوں کے ساتھ آپ کی تعلیم و تدریس کو ہم آہنگ کیے ہوئے تھا۔ آپ اپنے انٹرویوز، ٹاک شوز، اخباری بیانات کی وجہ سے عوام میں کافی شناخت رکھتے تھے جس کی بڑی وجہ دین کے بارے میں آپ کی حق پر مبنی غیر جانبدارانہ رائے ہوتی تھی جو عوام الناس کے لیے نہایت قابل قبول ہوتی تھی۔

مصادر و مراجع

1) نعمان نعیم، میرے والد گرامی، ایک شفیق و خلیق اور عظیم عالم دین، شعبہ تصنیف و تحقیق، جامعہ بنوریہ عالمیہ، کراچی۔

1. Nauman Naeem, Mery Walid-e-girami aik Shafiq Khaliq awr Azeem Aalim-e-Din, Shubah Tasneef w Tahqiq, Jamia Banoria Alamiyah Karachi.

2) مولانا زبیر احمد صدیقی، مفتی محمد نعیم انسان دوست شخصیت۔

2. . Zubair Ahmad Siddiqui, Mufti Muhammad Naeem Insan Dost Shakhsiyat

3) حضرت مفتی محمد نعیم صاحب، ماہنامہ بینات ذی قعدہ ذوالحجہ 1441ھ جولائی اگست 2020ء۔

3. Mufti Muhammad Naeem, Monthly Bayyinaat, 1441 AH/ July-August 2020AD.

4) مولانا فرحان نعیم، حضرت مفتی صاحب، ماہنامہ الحسن، ذوالحجہ محرم الحرام 1441ھ اگست 2020ء۔

4. Farhan Naeem, Hazrat Mufti Muhammad Naeem Sahib, Monthly Al-Hassan, 1441 AH/ August 2020 AD.

5) محمد نذیر کاغانی، حضرت مولانا مفتی محمد نعیم۔

5. Muhammad nazeer Kaghani, Hazrat Mufti Muhammad Naeem

حواشی

[1]۔ نعمان نعیم، میرے والد گرامی ایک شفیق خلیق اور عظیم عالم دین، شعبہ تصنیف و تحقیق، جامعہ بنوریہ عالمیہ کراچی۔ غیر مطبوع

1.Nauman Naeem, Mery Walid-e-girami aik Shafiq Khaliq awr Azeem Aalim-e-Din, Shubah Tasneef w Tahqiq, Jamia Banoria Alamiyah Karachi, Unpublished

[2] زبیر احمد صدیقی، مفتی محمد نعیم: انسان دوست شخصیت۔ 2. Zubair Ahmad Siddiqui, Mufti Muhammad Naeem: Insan Dost Shakhsiyat

[3] مفتی محمد نعیم، ماہنامہ بینات، ذی قعدہ ذوالحجہ 1441ھ، جولائی اگست 2020۔

3. Mufti Muhammad Naeem, Monthly Bayyinaat, 1441 AH/ July-August 2020AD.

[4] فرحان نعیم، حضرت مفتی محمد نعیم صاحب، ماہنامہ الحسن، ذوالحجہ محرم الحرام، 1441ھ، اگست 2020ء۔

4. Farhan Naeem, Hazrat Mufti Muhammad Naeem Sahib, Monthly Al-Hassan, 1441 AH/ August 2020 AD.

[5] الرعد، 17:13۔ 5. Al-Ra'ad 17:13

[6] نعمان نعیم، میرے والد گرامی، ص:218۔ 6. Nauman Naeem, Mery Walid-e-Garami, p.218.

[7] عطاء اللہ، حضرت مفتی صاحب کی اپنے تلامذہ سے آخری گفتگو، جامعہ بنوریہ عالمیہ سائٹ کراچی۔

7 Attaullah, Hazrat Mufti Sahib ki apny Talamizah sy akhriguftugu, Jamia Banoria Almia Site Karachi.

[8] محمد نذیر کاغانی، حضرت مفتی محمد نعیم۔ 8. Muhammad nazeer Kaghani, Hazrat Mufti Muhammad Naeem

[9] نعمان نعیم، میرے والد گرامی 9. Nauman Naeem, Mery Walid-e-Garami

[10] ایضا 10 . Ibid

[11] نعمان نعیم، میرے والد گرامی. 11 Nauman Naeem, Mery Walid-e-Garami

[12] نعمان نعیم، میرے والد گرامی. 12 Nauman Naeem, Mery Walid-e-Garami

[13] حضرت مولانا مفتی نعیم، ماہنامہ بینات۔ 13. Hazrat Maulana Mufti ،Naeem, Monthly bayyinaat.

[14] نعمان نعیم، میرے والد گرامی، 14. Nauman Naeem, Mery Walid-e-Girami